غلام احمد قادیانی

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

المدیر قاضی محمد ظہور الدین اکمل
معاون حافظ جمال احمد

قیمت سالانہ پیشگی ۶ عہ
ششماہی للعہ
سہ ماہی عار
بیرون ہند ۸ عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۶ | مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۵ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۲ رجب ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کچھ دنوں سے لاہور تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ آج ۴ فروری کو حضرت اُم المومنین اور خان صاحب میاں عبداللہ خان صاحب مع اہل وعیال لاہور تشریف لے گئے۔

سید محمد اشرف صاحب لاہور اور مرزا مبارک بیگ صاحب کلانور سے عبدالعزیز صاحب نا سنور سے اور محمد فاضل صاحب فیروز پور سے تشریف لائے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ۳ فروری ساڑھے نو بجے بہمراہی چند معزز اہلکاران قادیان تشریف لائے۔ نواب صاحب کی کوٹھی پر بعد طعام حضرت صاحب سے ملاقات اور گفتگو کے بعد مختلف مقامات کا معائنہ فرمایا اور آپکی لیڈی صاحبہ نے اپنی ہمشیرہ کے ساتھ گرلز سکول کا معائنہ فرمایا۔ (مفصل آئندہ)

نظم

صدائے فقیر

گنج توحید سے معمور ہے سینا ساقی
ہے تجھی پر مرا مرنا۔ مرا جینا ساقی

جام پر جام دیے جا کہ ترا نام رہے
میں پیے جاؤں مرا کام ہے پینا ساقی

دے وہ مے۔ زنگ جو آئینۂ دل سے دھو دے
جس سے روشن ہوں مرے دیدۂ بینا ساقی

پھر وہ کھوئی ہوئی دولت وہ خزانہ مل جائے
ہاتھ فقیروں کے لگا ہے جو دفینا ساقی

ہم ہیں لٹے مگر اب پھر بھی ہیں اک شے ساقی
وہی شیشہ ہے۔ وہی جام۔ وہی مے ساقی

سوز بھی ہم میں وہی ہے تو وہی ساز بھی ہے
وہی نغمہ ہے وہی دھن ہے وہی لے ساقی

دین کی راہ سے بھٹکاتی ہے دنیا ہم کو،
دیدے اک جام کہ منزل ہو ابھی طے باقی

تیرے دروازے سے یہاں دھونی رمائے بیٹھے
خالی جائے نہ فقیروں کی صدا اے ساقی

مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر)

جماعت محفوظ اور مضبوط ہے

جماعت مغربی افریقہ خدا کے فضل سے باوجود مختلف صدمات و مخالفت محفوظ و مضبوط ہے۔ اور جیسا کہ مسٹر ایڈے جنرل سکرٹری نیگوس نائجیریا تحریر فرماتے ہیں۔ "یہ جماعت آہستگی و مضبوطی سے ترقی کر رہی ہے" اور "مفتوحہ زمین پر قبضہ کو زیادہ ٹھوس بنایا جا رہا ہے۔ مبلغین تن دہی سے کام میں مصروف ہیں"۔

نئے عہدہ دار

اخویم زکریا تنبوجو مرحوم محمد یعقوب کی جگہ میر مجلس منتخب ہوئے ہیں۔ محنت اور کوشش سے فرائض منصبی کو سرانجام دیتے ہیں۔ ان کی مدد کے لئے اور نائب میر مجلس کی اسامی پر مسٹر بیڈا نام ایک مخلص اور قابل دوست منتخب کئے گئے ہیں۔ اور ہر دو نے قواعد و ضوابط جماعت ہائے احمدیہ مغربی افریقہ کے مطابق اطاعت خلافت کا حلف اٹھانے کے بعد اپنے فرائض منصبی کا چارج لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و مددگار ہو۔ آمین۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت

ساحل سمندر پر بندرگاہ کے قریب جو قطعہ زمین سرکار کی طرف سے جماعت احمدیہ کو عطا ہوا تھا۔ اس پر نئے مدرسہ کی شاندار عمارت بن رہی ہے۔ اس پر اسوقت تک ۲۰ ہزار روپیہ صرف آچکا ہے۔ اور گو فنڈز کی قلت محسوس ہو رہی ہے۔ تاہم بفضلہ تعالیٰ اس کام کی تکمیل کا جماعت تہیہ کر چکی ہے۔ اور جماعت لیگوس کی قربانی و عزم کو دیکھ کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح نے تین ہزار روپیہ مرکزی فنڈ سے عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔ جماعت کا کثیر حصہ غرباء اور ایسے لوگوں پر مشتمل ہے۔ جو ابھی تعلیم کی ضرورت کو پورے طور پر محسوس نہیں کرتے۔ اور اس لئے چندوں کا بوجھ کلیتہً تعلیم یافتہ طبقہ پر ہے۔ جو ہر طرح کی قربانی کر رہا ہے۔

حاجیوں کی واپسی بعد زیارت حضرت خلیفۃ المسیح

حاجیاں بکری اشوڈی اور احمد گیوا جو ارض مقدس حجاز سے واپسی پر لنڈن میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔ بخیر وطن پہنچے۔ اور اپنا امام کے چشم دید حالات اور پریذیڈنٹ مرحوم کی وفات پر ہمدردی کا پیغام جماعت کو سنایا۔ جس سے مخلصین کے قلوب کی جو حالت ہوئی۔ اس کا تصور جنرل سکرٹری کے مفصلہ ذیل الفاظ سے بخوبی ہو سکتا ہے:-

"جب حاجیوں خصوصاً اخویم الحاج بکری اشوڈی نے اپنے زمانہ قیام لنڈن کے حالات سنائے۔ تو میرا دل بے اختیار ہو کر چاہنے لگا۔ اے کاش! میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کے دوران قیام انگلستان میں لنڈن پہنچ سکتا۔ خداوند ہمارے سردار کا لنڈن آنا بہت بہت مبارک کرے" آمین

ووکنگ کا غیر احمدی اثر

لنڈن کو آج جو قوت سیاسی دنیا میں حاصل ہے۔ وہ محتاج تشریح نہیں۔ اور لنڈن کا جو اثر مغربی افریقہ پر ہے۔ اس کا تصور صرف ہندوستان کی آج سے پچاس برس پہلے کی حالت کو سامنے رکھ کر ہو سکتا ہے یعنی جبکہ لنڈن سے آیا ہوا ایک بیرسٹر غیر معمولی معزز انسان سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کی آواز پر توجہ کرنا تہذیب و تمدن و ترقی کی آواز پر کان دھرنا خیال کیا جاتا تھا۔ چونکہ مغربی افریقہ میں کوئی مسلمان بیرسٹر۔ ڈاکٹر۔ پروفیسر۔ گریجوایٹ اعلیٰ عہدہ دار حکومت نہیں۔ اس لئے مسٹر ...... ایک نوجوان پر تعلیم یافتہ گروہ کی نظر تھی۔ یہ شخص ایک احمدی طالب علم کے طور پر لنڈن آیا۔ مگر ووکنگ کے اثر نے اس کے خرمن ایمان پر بجلیاں گرائیں۔ وہ لنڈن ہی میں خواجہ کمال الدین صاحب کا ہم مذہب ہو گیا۔ اور غیر احمدیوں کے ساتھ خفیہ خفیہ سلسلہ اتحاد قائم کرنا شروع کیا جس کی مجھے اطلاع لیگوس ہی میں ہو گئی تھی اس شخص نے واپس مغربی افریقہ جا کر جماعت کو جادۂ مستقیم سے پھیرنے کی کوشش کی۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے لیگوس جانے کا اعلان کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہندوستانی ہم مشربوں کی طرح ناکام کیا۔ پھر اس نے علیحدہ جماعت بنانی چاہی۔ مگر اس میں بھی وہ ناکام ہوا۔ اور اب وہ علانیہ غیر احمدیوں کے ساتھ مل چکا ہے۔ اور ان کی مسجد میں جا کر اسی طرح اعلان کر چکا ہے جس طرح بعض بدقسمتوں نے ہندوستان میں قادیان سے قطع تعلق کرنے لاہور جانے اور آخری منزل ارتداد پر پہنچنے سے کیا ہے۔ یہ مخالفت جماعت احمدیہ کے لئے ایک بڑا امتحان تھا۔ مگر خدا نے اس میں ہماری دستگیری کی۔

تازہ اطلاع ہے کہ "سلسلہ مخالفت جاری ہے۔ مگر خدا کے فضل سے کوئی خوف نہیں"۔

نعم البدل اور درخواست دعا

میں کوشش میں ہوں۔ کہ اعلیٰ خاندانوں کے نوجوان مغربی افریقہ سے مختلف شاخوں میں تعلیم حاصل کرنے انگلستان آئیں۔ مگر ایسے نوجوان تاحال میسر نہیں آئے۔ جو ہمارے حسب منشا ہوں بعض بچے تیار ہیں۔ جو انشاء اللہ ایک دو سال میں لنڈن آئینگے سردست ایک دوست بیرسٹری میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور میں یقین کرتا ہوں۔ کہ وہ اللہ کے فضل سے "خفتگ ہٹی" کا نعم البدل ہیں۔ ان کا نام جرنیل مارٹنز ہے۔ وہ لکھتے ہیں:- "میں اس سال بیرسٹری کے آخری امتحان میں بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور میرا ارادہ ہے۔ کہ میں فسٹ کلاس آنرز حاصل کروں۔ یہ مشکل کام ہے۔ مگر انشاء اللہ ناممکن نہیں"۔ احباب اس نوجوان کی کامیابی اور صحت کے لئے دعا فرماویں۔

عزیز مسٹر مارٹنز کو سلسلہ سے اس قدر اخلاص ہے۔ کہ جب خواجہ کمال الدین صاحب کے غیر احمدی صاحبزادے موجودہ امام ووکنگ نے اپنے رسالہ اسلامک ریویو میں اپنے باپ کا مذہب حنفی ظاہر کیا اور اپنے رسالہ میں حضرت مسیح موعود کی ہتک کرنے کے لئے کسی مرزا غلام احمد نام a certain Mirza Ghulam Ahmad لکھا۔ تو مسٹر مارٹنز نے اس کو مباحثہ کا چیلنج دیا۔ اور کہا کہ اگر خواجہ نذیر احمد صاحب تیار ہوں تو انکے باپ کی تحریروں سے بتایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ احمدی تھے۔ مگر رفتہ رفتہ ارتداد کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ باوجود غیر احمدی ووکنگ کی مخالفت کے اللہ کا کام ہو رہا ہے۔ اور انشاء اللہ ہوتا رہیگا۔ اور اگر کوئی شخص اللہ کے دین سے ارتداد کرے گا۔ تو اللہ اس کا نعم البدل دیگا۔

احباب عزیز مارٹنز کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

مغربی افریقہ کی آپ مدد فرماویں

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے علم کا اظہار اور خدمت اسلام کا جوش دکھاتے ہوئے "اختلاف" نام رسالہ شائع کیا تھا۔ اور اس Split کو بکثرت مغربی افریقہ میں مفت شائع کیا گیا۔ اور اس کا احمدیوں پر تو کیا اثر ہونا تھا۔ مگر غیر احمدیوں کو ہمارے مقابل ایک موقع ضرور مل گیا۔ اور احمدی مبلغین کے مقابل پر غیر احمدی نوجوان مولوی محمد علی کی کتاب پیش کرنے لگا تھا۔ اور بہت لوگ اس کتاب کی وجہ سے احمدی ہونے سے رک گئے تھے۔ اس زہر کا دفعیہ کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے کتاب آئینہ صداقت لکھی جس کا اب انگریزی میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ اور Truth about the Split کے نام سے شائع ہوا ہے۔ میری خواہش ہے۔ کہ اس کتاب کو بکثرت اور مفت مغربی افریقہ میں شائع کیا جائے مگر فنڈز اجازت نہیں دیتے۔

لہذا میں ان دردمند دل رکھنے والے احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ جو حقیقی اسلام کی اشاعت کے خواہاں ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے زہر کا تریاق خرید کرنے کے لئے مغربی افریقہ کی مدد کریں۔ اور اس کتاب کے جس قدر نسخے ہو سکیں۔ خاکسار کو خرید کر دیں۔ تاکہ میں مستحق لوگوں کو بھجوا دوں کتاب کی قیمت تین روپے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۷ر فروری ۱۹۲۵ء

توکل نکمے رہنے کا نام نہیں

خوب محنت سے کماؤ اور اشاعت دین اللہ میں لگاؤ

میں اس موضوع پر ایک مقالہ افتتاحیہ سپرد قلم کرنے والا تھا۔ کہ ساری دنیا سے ہمارا مقابلہ ہے۔ ہم کو مشرق مغرب پورب پچھم مسلمان بنانا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ ہماری جماعت مختصر ہے۔ ہمارے وسائل محدود ہیں۔ پس سوا اسکے اور کیا چارہ کار ہے۔ کہ ہم چھوٹے سے لیکر بڑے تک کام میں لگ جائیں۔ خوب محنت سے کمائیں اور بقدر قوت لایموت کے بعد اپنی ساری طاقتوں ساری قابلیتوں ساری پونجیوں کو دین اللہ کی اشاعت میں لگا دیں۔ کہ یہی ہماری زندگیوں کا مقصد و حید ہے۔ اسپر میں اگر کچھ لکھتا بھی تو وہ مضمون نہ تو تمام پہلوؤں پر حاوی ہوتا۔ اور نہ ہی اتنا اثر پیدا کر سکتا۔ الحمدللہ کہ حضرت امام نے اس جمعہ کا خطبہ (۳۰ر جنوری) اسی مضمون کا ارشاد فرمایا۔ جو درج ذیل ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعت احمدیہ اپنے آیندہ عمل سے اس کا جواب وہی دیگی۔ جو اس سے توقع کی جاتی۔ اور اس کا گذشتہ ریکارڈ بتلاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سورۂ فاتحہ میں تمام ضروریات دینی کے اصول ہیں

سورہ فاتحہ ایسے علوم پر حاوی اور مشتمل ہے۔ کہ درحقیقت اگر انسان سوچے اور غور سے دیکھے۔ تو جتنے بھی ضروری علوم ہیں۔ کیا روحانی اور کیا تمدنی اور کیا اخلاقی جن کی کہ انسان کو ضرورت ہے۔ وہ سب اصول کے طور پر اس چھوٹی سی سورت میں بیان کر دئے گئے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی ہدایت کے لئے کوئی طریق چن سکتا ہے۔ اور اپنی کامیابی کے لئے کوئی راہ اختیار کر سکتا ہے۔ تو میں کہوں گا کہ

سورۂ فاتحہ میں نکمے نہ رہنے کی ہدایت

وہ سورہ فاتحہ سے پوری پوری ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔ اس میں ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ہمیں اپنے وقت کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ خالی اور نکما نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ کوئی کام کرنا چاہیئے۔ اور کام کرکے یہ نہیں۔ کہ اپنی ہی ذات کو فائدہ پہنچائے۔ بلکہ دوسروں کے لئے بھی ان کو نفع رسان بننا چاہیئے۔

توکل کے غلط معنے نکما رہنا سمجھ لئے گئے

بدقسمتی سے مسلمانوں میں توکل کے غلط معنے ایسے پھیل گئے ہیں اور جڑ پکڑ گئے ہیں کہ بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ انسان نکما اور بیکار ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے۔ اور پھر اس بات کا امیدوار رہے۔ کہ خدا انکو یہاں بیٹھے بٹھائے رزق بہم پہنچائے۔ اور پھر ایسے لوگ اپنے اس توکل کو آنحضرتؐ کی طرف منسوب کرتے۔ اور پھر اپنی سند بھی آنحضرتؐ تک پہنچاتے ہیں۔ حالانکہ جو ایمان کہ خود عقیدہ والوں کا ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کا نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک عیسائی جو کفارہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور اسپر عقیدہ رکھتا ہے۔ تو اس کا ایمان اس کے خلاف عمل سے اس کو رد کریگا۔ اور اگر وہ باوجود کفارہ پر ایمان لانے کے اپنا عمل اس عقیدہ کے خلاف دکھاتا ہے تو دیکھنے والا یہی کہیگا۔ کہ اس عقیدہ نے اس کے دل پر گہرا اثر نہیں کیا اس کا یہ عقیدہ صرف زبانی ہے۔ قلب پر اس عقیدے کا کوئی اثر نہیں۔ اسی طرح یہی اس قسم کے توکل کرنے والوں کی زندگی کا حال ہے۔ یا تو وہ توکل کی حقیقت کو ہی سمجھ نہیں سکے یا انہوں نے ایک ظاہر شباہت اختیار کر لی ہے۔ اور باطنی کوئی نسبت نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا توکل خدا پر ہے۔ لیکن درحقیقت [illegible] توکل نہیں ہوتا۔ اگر ان کو خدا پر توکل ہوتا۔ اور ان کا بھروسہ انسانوں پر نہیں۔ بلکہ خدا پر ہوتا تو وہ انسانوں کی کبھی شکایت نہ کرتے۔ مگر اس قسم کے نکمے رہنے والے متوکل ہمیشہ لوگوں کے شاکی رہتے ہیں کہ وہ ہماری مدد نہیں کرتے۔ کام کے متعلق انکو کہا جائے تو اسوقت توکل پیش کرینگے۔ اور ویسے رزق کا سوال آئیگا تو پھر کیا بیویوں کی شکایت شروع کر دینگے۔ اس قسم کے لوگ سو فیصدی میں سے سو فیصدی ہی ایسے نکلیں گے۔ کہ رزق کی تنگی کے وقت وہ کبھی بھی خدا پر توکل نہیں کرینگے۔ بلکہ بھائیوں کی رشتہ داروں کی قوم کی گورنمنٹ کی شکایت کرینگے کہ وہ کیوں نہیں ہماری فکر رکھتے۔ ان کا یہ فعل اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ انکو خدا پر توکل اور یقین نہیں ہے۔ کام کرنہیں سکتے۔ سستی سے بیکار بیٹھنے کی عادت ہو گئی ہے۔ لیکن وہ اس غلط توکل کی آڑ میں دوسروں پر اپنا بوجھ ڈالنا چاہتے ہیں۔

رسول کریمؐ سب سے بڑھکر متوکل تھے مگر خوب کام کرتے تھے

بعض اپنی نادانی سے اس قسم کا توکل رسول کریم اور دیگر اولیاء امت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ میرے نزدیک ایسے شخص سے زیادہ جاہل کوئی نہیں۔ جو آنحضرتؐ اور اولیاء امت کی طرف اس بات کو منسوب کرتا ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ نکمے اور بیکار ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانے والے تھے۔ اور کوئی تجارت وغیرہ کاروبار نہ کرتے تھے۔ اور پھر خدا سے رزق کے اُمیدوار رہتے تھے۔ اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ آنحضرتؐ اپنی نبوت کے ایام میں کوئی تجارت کوئی صنعت و حرفت نہیں کرتے تھے۔ اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ کوئی جدی جائداد بھی آپ کی نہیں تھی۔ جس سے آپ کو کچھ نفع پہنچتا۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ آپ بالکل بیکار رہ کر اس قسم کے توکل کرنے والوں کی طرح توکل کرتے تھے۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ باطل بات اور کوئی نہیں۔ ہمیں پہلے کام کی تعریف کرنی چاہیئے۔ کہ کام کے کیا معنے ہیں۔ اور پھر ہمیں ایسے لوگوں کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کام کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو دیکھیں۔ یا اولیاء امت کی زندگیوں پر ہم نظر ڈالیں۔ تو یہ ثابت ہو گا۔ کہ دنیا میں ان سے زیادہ کام کرنے والا کوئی نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے۔ کہ ایک وقت وہ ایک جرنیل کا کام کرتے نظر آتے ہیں۔ اور دوسرے وقت ایک مجسٹریٹ کا کام کر رہے ہیں اور مقدمات فیصلہ کر رہے ہیں۔ اور پھر ایک وقت ایک کلکٹر کا کام دے رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ کا معاملہ وصول کر رہے ہیں پھر ایک دوسرے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک معلم [illegible] لوگوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ [illegible] وقت آپ ایک پولیس افسر کا کام دے رہے ہیں۔ اور شریر اور مفسد لوگوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اور ان کے حالات سنتے ہیں۔ اب ان کاموں سے بڑھ کر دنیا میں اور کونسا کام ہو سکتا ہے۔ اگر ایک مدرس تعلیم دیتے ہوئے نکما کہلا سکتا ہے اگر ایک ڈپٹی اپنے کام کو سرانجام دیتے ہوئے بیکار کہلا سکتا ہے۔ اگر ایک ٹیوٹر لڑکوں کے اخلاق و عادات کی تحقیق کرتے ہوئے نکما کہلا سکتا ہے۔ تو پھر وہ آنحضرتؐ کو بھی نعوذ باللہ بیکار اور نکما کہہ سکتے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایک جرنیل جو قوم اور ملک کے لئے اپنی جان دیتا ہے وہ نکما اور بیکار رہتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر جو لوگ قوم اور ملک کے فائدہ کے لئے اپنے کام کرتے ہیں۔ وہ کیونکر نکمے کہلا سکتے ہیں۔ اگر یہ بات ہوتی۔ کہ وہ صبح سے شام تک گھر میں گھسے بیٹھے رہتے یا کسی گوشہ میں بیٹھ کر درود وظائف ہی کرتے رہتے یا زیادہ سے زیادہ۔ وہ لوگوں کو وعظ کہہ دیا کرتے۔ تب تو ان لوگوں کا حق تھا کہ جو مفہوم توکل کا وہ لیتے ہیں۔ اس مفہوم کو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء امت کی طرف بھی منسوب کرتے۔ مگر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہ کام بھی کرتے تھے کہ جو دُنیا کے مادی فائدہ اور نفع سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلعم مجسٹریٹ کا کام خود نہ کرتے۔ تو کوئی اور جج قوم کو رکھنا پڑتا۔ اگر آپ جرنیل کا کام نہ کرتے۔ تو ان کی جگہ کوئی اور نیا جرنیل رکھنا پڑتا۔ اگر آپ ایک معلم کا کام نہ کرتے۔ تو کوئی اور نیا معلم رکھنا پڑتا۔ اور اس طرح یہ سارا بوجھ ملک اور قوم پر پڑتا۔ کیونکہ یہ سب لوگ بغیر سرمائے کے کام نہیں کر سکتے۔ اس لئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کام خود نہ کرتے۔ تو ان لوگوں پر قوم اور ملک کا بہت سارا روپیہ اور مال خرچ کرنا پڑتا۔ اسی طرح اولیار اُمت نے بھی اپنی زندگیوں کو نکما نہیں بنایا ہُوا تھا۔ وہ ہر وقت گوشوں میں بیٹھے وظیفوں میں ہی نہیں لگے رہتے تھے۔ بلکہ وہ بھی دنیا کی تمدنی اور مادی فوائد کے لئے کوشاں رہتے تھے ؛

حضرت مسیح موعود اتنا کام کرتے کہ بیسیوں آدمی بھی نہیں کر سکتے

اپنے زمانہ میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی دیکھتے ہیں اسّی یاسو کے قریب آپ نے تصنیف کی ہے۔ اگر ان تصانیف کے لئے مصنف رکھے جاتے۔ تو ان مضامین کی تصنیف کے لئے جو حضرت صاحب نے لکھے۔ بیس پچیس مصنف رکھنے پڑتے۔ اور ان پر کتنا ہی روپیہ خرچ کرنا پڑتا۔ اور پھر مضامین میں جو فرق اور تضاد پیدا ہو جاتا۔ وہ ایک علیحدہ بات ہوتی۔ حضرت صاحب کو جماعت کی اخلاقی اور مادی تربیت کے علاوہ سلسلہ کی ترقی کے لئے جس محنت سے کام کرتے۔ اور تکلیف اٹھاتے۔ میں نے دیکھا۔ دوسرا اتنی تکلیف کبھی کسی کے لئے برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ بعض دفعہ جب حضرت صاحب تصنیف کے دنوں میں تصنیف کے کام میں مصروف ہوتے۔ تو رات کو عشار کے بعد بھی میں ان کو کام کرتے دیکھتا۔ اور جب صبح سویرے اُٹھتا۔ تو تب بھی دیکھتا۔ کہ کام کر رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ وہ کب سوئے۔ اور پھر کب جاگے۔ اگر آپ کے کام کو تقسیم کیا جاتا۔ تو وہ کام جو تنہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے تھے۔ وہ بیسیوں آدمیوں پر تقسیم ہوتا۔ اور پھر کتنے خرچ کی ان کے لئے ضرورت ہوتی اور نبوت کا جو کام تھا۔ وہ بالکل الگ ہے۔ پھر وہ فکر اور غم جو کہ ایک ذمہ داری کی وجہ سے انسان پر عاید ہوتا ہے۔ وہ خود ایک بڑا بوجھ ہوتا ہے۔ اور انبیار جس قدر اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں۔ وہ اتنا بڑا بوجھ ہوتا ہے۔ کہ میرے نزدیک ہزار آدمی بھی اس بوجھ کے نیچے دب جاتے۔ تو جب بھی وہ اتنے کام کو نہ کر سکتے۔ کسی نے جرمن فلاسفر کا ایک قول لکھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہر شخص

کے افسروں کو کام کرنے سے خالی اس لئے رکھنا چاہیئے کہ تا وہ دیکھیں۔ کہ دوسرے تو خالی نہیں بیٹھے۔ مگر الٰہی سلسلہ کے لوگ نہ یہ کہ وہ خود خالی نہیں رہتے۔ بلکہ کام کرتے ہیں۔ اور دوسروں سے بہت بڑھ کر کرتے ہیں۔ اور باوجود اتنی مصروفیت کے پھر وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دوسرے لوگ خالی تو نہیں بیٹھے۔

نکمے اپنے عمل سے توکل کے معنوں کی تردید کرتے ہیں

پس ایسے لوگ جو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نکمے بیٹھ رہتے ہیں۔ اور پھر اس کا نام توکل رکھ کر اس کو آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت ہتک کرتے ہیں الٰہی سلسلہ کے لوگ اتنا کام کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے کام کرنے والے بھی ان کی برابری نہیں کر سکتے۔ اگر اس قسم کے چالیس آدمی بھی پیدا ہو جائیں۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ تو دنیا کامیاب ہو جائے۔ مگر اس قسم کے بیکار اور نکمے رہنے والے متوکل تو ہزاروں دُنیا میں موجود ہیں۔ مگر دنیا کو کچھ ترقی اور کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ قوم اور ملک کی ترقی میں روک ہو رہے ہیں۔ یہ بات جو سست لوگ انبیار و اولیار کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ انبیار اور اولیار اور ان کے جانشین جس قدر حلال روزی کھانیوالے ہوتے ہیں۔ دوسرا کوئی اس قدر حلال روزی کھانے والا نہیں ہوتا۔ جتنا کام وہ تنہا کرتے ہیں۔ بیسیوں آدمی بھی اس کام کو پُورا نہیں کر سکتے۔ ان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نکمے بیٹھے رہتے ہیں۔ ایک ذرہ بھر بھی اس میں سچائی نہیں۔ اس قسم کے لوگوں کی اپنی حالت تو یہ ہوتی ہے۔ کہ خود تو سستی کے مارے کوئی کام نہیں کرتے۔ اور جب کوئی تنگی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں۔ کہ فلاں نے ہماری خبر کیوں نہیں لی۔ اور فلاں نے ہم پر نظر کیوں نہ کی۔ یہ تو لوگوں کی نظر چاہتے ہیں۔

سچے متوکلوں کا طرز عمل

مگر وہ لوگ (جن کی طرف یہ اپنے توکل کو منسوب کرتے ہیں) ان کا یہ حال ہے کہ لوگ ان کو دیتے ہیں۔ اور وہ نہیں لیتے۔ بیسیوں لوگ خواہش کرتے ہیں۔ کہ ان کو وہ کچھ فرمایش کریں۔ تا ان کے لئے وہ اس قسم کے تحفے لے آویں۔ مگر وہ کبھی توجہ اور التفات ہی ان کے تحفوں کی طرف نہیں کرتے۔ حضرت خلیفہ اول رض کا بھی یہی طریقہ اور عادت تھی۔ اور مجھے تو اس میں اور بھی زیادہ غلو ہو

ایک دوست نے مجھے خط لکھا۔ اور اس میں یہ بھی لکھا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے لئے کوئی تحفہ لاؤں۔ آپ مجھے لکھیں کہ آپ کو کیا چیز زیادہ پسند ہے۔ تا میں آپ کے لئے بطور تحفہ لاؤں۔ ایک عرصہ تک وہ اس مضمون کے خط لکھتے رہے لیکن میں نے ان کو کوئی جواب نہ دیا۔ آخر انہوں نے لکھا۔ کہ کیا بات ہے۔ کہ مجھے کسی خط کا جواب ہی نہیں دیا جاتا تب میں نے ان کو لکھا۔ کہ آپ چونکہ اپنے خط میں فلاں بات لکھتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کے خط کا کوئی جواب نہیں دیتا۔ جب آپ وہ بات لکھنا چھوڑ دینگے۔ تو میں بھی آپکو جواب دینا شروع کر دوں گا۔

بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ بغیر استشراف نفس کے ملے۔ اسکو رد کرنا جائز نہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ لوگ جو نکما اور بے کار رہنے کا نام توکل رکھتے ہیں۔ ان کو جو چیز ملتی ہے۔ کیا استشراف نفس کے بغیر ملتی ہے۔ اگر ان کو جو کچھ ملتا ہے۔ استشراف نفس کے بغیر ملتا ہے۔ تو پھر وہ دوسرے لوگوں کا شکوہ کیوں کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگوں کا شکوہ کرتے ہیں۔ یا شکوہ کا خیال بھی ان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ استشراف نفس ہے۔ اور یہ لوگوں سے سوال ہے۔ خواہ وہ اپنے مُنہ سے مانگیں یا نہ مانگیں۔ اگر ان کو خدا پر توکل ہو۔ اور ان کو اپنے عقیدے کے مطابق یقین ہو۔ کہ نکمے اور بے کار رہکر بھی خدا ان کو رزق پہنچائیگا تو چاہیے وہ بھوک سے مر جائیں۔ تو وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ لوگ ہماری خبر نہیں لیتے۔ لیکن اگر ایک ایسا شخص جو زبانی تو اس عقیدے کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن تکلیف کے وقت لوگوں کی شکایت کرتا ہے۔ تو پھر یہ استشراف نفس نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر استشراف نفس نہ بھی ہو۔ تو پھر بھی خالی ہاتھ نکما اور بے کار بیٹھنا جائز نہیں ؛

خدا تعالیٰ کی ہدایت سُورہ فاتحہ میں

خدا تعالیٰ سے بڑھ کر کونسی ایسی ہستی ہو سکتی ہے۔ کہ جس سے آدمی کسی زیادہ نفع کی اُمید رکھ سکتا ہو۔ مگر وہ بھی سورہ فاتحہ میں فرماتا ہے کہ جب تک پہلے کام نہ کرو تب تک تم اپنے رب سے بھی سوال مت کرو۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

جب تک پہلے کام کیا نہیں۔ اور جب تک پہلے غلامی نہیں کر لی۔ تب تک مانگنے کی بھی اجازت نہیں دی۔ خدا تعالےٰ نے مومن کو کتنا معزز بنایا ہے۔ کہ اس کو حکم دیا ہے۔ کہ پہلے کام کر

پھر ڈھنگ - مگر بغیر کام کئے اپنے رب سے بھی مت مانگ ۔

گو خدا تعالےٰ کی طرف سے جو انعام بندے پر ہوتا ہے بندے کا کام اسکے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ تاہم اپنی طاقت کے مطابق بندہ پہلے کام کرتا ہے ۔ اسمیں بندے کا نقص نہیں کہ وہ خدا کے انعاموں کے برابر کام نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی طاقت کا نقص ہے ۔ اگر اسکو زیادہ طاقت دیجاتی تو وہ زیادہ خدا تعالےٰ کی عبودیت کرتا ۔ آریہ لوگ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ محدود اعمال کا بدلہ غیر محدود کس طرح ہو سکتا ہے ؟ اسکا جواب یہی ہے کہ اس میں بندہ کا کیا قصور ہے ۔ بندہ کب کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ اسے مار ڈالے ۔ اس کے عمل اگر محدود ہیں تو اسلئے کہ اسپر موت آجاتی ہے ۔ اگر اسکو ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ رکھا جاتا تو وہ ہمیشہ ہمیش خدا تعالےٰ کی عبودیت بجالاتا ۔ اسلئے اس کے کام تو بیشک محدود ہیں مگر اس کی خواہش اور ضمیر محدود نہیں ۔

اسمیں کچھ شک نہیں کہ بندے کے اعمال کے مقابلہ میں خدا تو کے سارے کے سارے انعام سراسر انعام ہی ہیں ۔ بندہ کے اعمال کا بدلہ نہیں کہلا سکتے ۔ مگر بندہ یہ نہیں چاہتا کہ فلاں وقت تک میں خدا کا عبد رہونگا ۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے اسکو طاقتیں محدود دی ہیں اسلئے اس کے اعمال بھی محدود ہو جاتے ہیں ۔ یہ اس کی طاقتوں کی کمی کیوجہ سے ہے نہ اس کے ارادے اور خواہش کیوجہ سے ۔ اگر اسکو دس ہزار برس بھی زندہ رکھا جاتا ۔ بلکہ ایک مومن کو اربوں ارب برس بھی زندگی دیجاتی اور اسکو طاقتیں دی جاتیں تو وہ کام ہی کرتا ۔ اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے مطابق پہلے غلامی اختیار کرتا ۔ اور پھر خدا سے انعامات کے لئے سوال کرتا ۔ جب خدا تعالےٰ بھی اپنے بندوں کے کام کرنے کے بعد انپر انعام کرتا ہے تو پھر بنی نوع انسان کے پاس کونسے ایسے خزانے دھرے ہیں کہ کوئی بغیر کام کئے ان سے نفع کی توقع رکھے ۔

جماعت احمدیہ کو نصیحت

میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ کام کرنے کی عادت ڈالیں ۔ سینکڑوں اور ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو اپنے اوقات کو ضائع کرتے ہیں ۔ کام ملتا ہے اور وہ کام نہیں کرتے یا کام کرنا ہتک سمجھتے ہیں ۔ یا اگر کوئی چھوٹا موٹا کام ملتا ہے تو کہدیتے ہیں کہ یہ کام تو میرے لائق نہیں ۔ چار گئے جو کہ نکما اور بیکار رہ کر محنت اسکو ۔۔۔ ہیں وہ تو اسکے لائق ہو جاتے ہیں لیکن محنت کا ایک روپیہ بھی اپنے لائق نہیں سمجھتا ۔

میں بیان کرتا ہوں کہ وہ محنت سے کمائے ہوئے روپیہ پر ۔۔۔ اور بغیر محنت کے ۔۔۔ کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ محنت سے ایک پیسہ کمایا ہوا دس لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ قدر رکھتا ہے جو بغیر محنت کے انسان کو حاصل ہو ۔ خواہ ۔۔۔

نفس کے بغیر ہی ملے ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے انسان بھی جنگل میں گھانس کاٹنے گئے ہیں تا فروخت کرکے اپنی ضرورت کو پورا کریں بعض اور صحابہ رض اونٹوں کے ذریعے لوگوں کے کھیتوں کو پانی دیتے تھے ۔ کسقدر غیور تھے ۔ نہ صرف یہ کہ خود منہ سے سوال نہیں کرتے تھے بلکہ سوال والی حالت بھی نہیں بناتے تھے بلکہ خود محنت کرتے تھے ۔ اور یہی روح تھی جس نے دنیا پر ان کو غالب کر دیا ۔ جب ہر فرد کام کرنے والا ہو ۔ اور کسی کا بوجھ دوسرے پر نہ ہو تو ایسی قوم کا مقابلہ دوسری کوئی قوم نہیں کر سکتی ۔ اگر سو آدمیوں میں نوّے کمانے والے ہوں اور دس بیکار ہوں ۔ تو ۹۰ فیصدی ان ۱۰ فیصدی بیکاروں کا خرچ نہیں نکال سکتے ۔ ہماری جماعت کے جو چندے ہیں وہ چھ فیصدی ہیں ۔ اور بہت ایسے ہیں کہ جو انکو بھی پورا نہیں کر سکتے ۔ پس ان دس فیصدی بیکاروں کے خرچ کا بوجھ ایک جماعت کی طاقت کو توڑ سکتا ہے ۔ اسمیں جتنی زیادتی ہوگی اتنی ہی تباہی ہوگی اور جتنی کمی ہوگی اتنا ہی فائدہ ہوگا ۔

اگر کسی جماعت میں ایک فیصدی بھی بیکار ہے اور اس کا بوجھ قوم پر ہے ۔ تو وہ اُس قوم کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتی ۔ جسمیں ایک فیصدی بھی بیکار نہیں بلکہ سب کے سب محنتی اور کام کرنے والے ہیں ۔

میرے نزدیک بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی سُستی کیوجہ سے کام نہیں کرتے ۔ اور خیال کرتے ہیں کہ لوگوں کا حق ہے کہ وہ ہماری خدمت کریں اور ہمارا خیال رکھیں ۔ ایسے آدمی کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی اپنی روٹی پکا کر دریا میں پھینک دے اور آپ لوگوں پر نگاہ رکھ کر بیٹھ جائے کہ وہ اسکو کچھ دیں ۔ انہوں نے مال کے معنے روپیہ کے سمجھ لئے ہیں ۔ حالانکہ جس کے پاس روپیہ نہیں لیکن سینکڑوں ہزاروں کے مکانات ہیں تو کیا وہ مالدار نہیں کہلائیگا ؟ ایک زمیندار اگر اسکے پاس روپیہ نہیں لیکن ہزاروں کی جائداد اور زمینیں اسکے پاس ہیں تو کیا وہ مالدار اور زمیندار نہیں کہلائیگا ؟ پس اسکی طاقت اسکا مال ہے جس کے گھر دس ہزار روپیہ موجود ہو ۔ اور وہ پھر لوگوں سے مانگتا پھرے ۔ اگر لوگوں کو اس کے مال پر اطلاع ہو تو کسقدر اسکو ذلیل سمجھیں گے اور ہر طرف سے اسپر لعن طعن کرینگے ۔

پس ایسے بیکار لوگ غریب نہیں بلکہ مالدار ہیں ۔ جن کے ہاتھوں میں روپیہ ہے پاؤں میں روپیہ ہے ۔ جن کے دماغوں میں روپیہ ہے جنکی انگلیوں میں روپیہ ہے ۔ لیکن وہ اپنے روپیہ کو ضائع کرتے ہیں ۔ اور اپنا بوجھ لوگوں پر ڈالنا چاہتے ہیں ۔ اور لوگوں سے سوال کرتے ہیں ۔ یا اگر سوال نہیں کرتے تو اپنی حالت سے قوم کو مجبور کرتے ہیں ۔ انکو چاہیئے کہ وہ کام اور محنت کریں کہ دنیا اور دین میں وہ خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کے بھی مددگار بنیں ۔

پس میں اپنے دوستوں کو پھر نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے اندر اسلام کی اس روح کو پیدا کریں جس کی طرف سورۂ فاتحہ میں توجہ دلائی گئی ہے اور اپنے وجودوں کو کارآمد بناویں ۔ اور نہ صرف ان لوگوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ جو کام کرنے کے قابل ہو کر کام نہیں کرتے یا اپنی شان کو اس کام سے بالا سمجھتے ہیں بلکہ انکو بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ جو بظاہر کمزور بھی ہیں اور اس کمزوری کیوجہ سے وہ کوئی کام نہیں کر سکتے ۔ کہ وہ اپنی فکر آپ کریں اور اپنی روزی کما کر کھائیں ۔

ولایت والوں نے سوچ سوچکر ایسے کام نکالے ہیں کہ اندھے اور اپاہج بھی اپنی روزی آپ کما لیتے ہیں ۔ اندھے نہایت اعلیٰ درجہ کے ٹوکرے اور کرسیاں اور میزیں تیار کرتے ہیں کہ ایک ایک کی قیمت چالیس چالیس اور پچاس پچاس روپیہ ہوتی ہے ۔ کوئی سوجاکھا انکو بید کی تاریں دیتا رہتا ہے یا جو تجربہ کار ہو جاتے ہیں خود ہی اُس نقشہ کے مطابق جو ایکدفعہ سیکھ لیتے ہیں بُن لیتے ہیں ۔ ملایا میں عیسائی مشنریوں کے دیکھے اندھے بہرے گونگے یا جن کے ہاتھ پاؤں نہیں یا بوڑھے اور ضعیف ہیں اپنے مناسب حال کام سیکھ کر اپنا رزق آپ کماتے ہیں ۔ اگر ایسی روح ان میں پیدا ہو جائے تو یقیناً شرافت اور اعزاز بھی پیدا ہو جائے ۔ اور جماعت کو وہ نقصان سے بھی بچا لیں ۔

پھر میں انکو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جو کام کرتے ہیں وہ بھی اپنے وقت کو ضائع نہ کریں ۔ اگرچہ گھنٹے وہ کام کرتے ہیں تو وہ آٹھ گھنٹہ بھی کام کرکے اپنے لئے بھی اور قوم و ملت کے لئے اپنے آپکو مفید بنائیں ۔ جبتک جماعت میں تھوڑی تعداد بھی ایسے لوگوں کی ہے جنکا بوجھ جماعت پر ہے تو پھر دوسروں کے مقابلہ پر ہم اپنی طاقت کو صرف نہیں کر سکتے ۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے ایسے وجود بنائیں جو خدا کے دین کے لئے ، جماعت کے لئے ، ملک اور قوم کے لئے مفید ہوں ؁

ریویو آف ریلیجنز کے متعلق

جسکی سالانہ قیمت تین روپے ہیں اور جس میں علاوہ علمی و مذہبی مضامین درباره تائید احمدیت و اسلام و تردید آریہ و عیسویت کے لندن کے مسلم ریویو کا ترجمہ بھی دیا جاتا ہے ۔ حضرت مسیح موعودؑ نے دس ہزار خریدار کے لئے ارشاد فرمایا تھا ۔ حضور کی اس خواہش کو پورا کرکے سعادت دارین حاصل کریں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے سالانہ جلسہ پر اس کے متعلق فرمایا کہ مجھے سفارش کرتے بھی شرم آتی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی خریداری ہر احمدی کا فرض قرار دیا ہے ۔ حضور نے اسکی خاطر اپنا ۔۔۔

اخبارات پر سرسری نظر

پنجاب یونیورسٹی میں مشرقی علوم

"پنجاب یونیورسٹی میں ایک قاعدہ تھا کہ جو طالب علم فارسی، عربی اور سنسکرت میں منشی، منشی فاضل اور مولوی عالم اور مولوی فاضل وغیرہ کے امتحان پاس کر لیتے تھے ان کے ساتھ یہ رعائت برتی جاتی تھی کہ وہ انٹرنس۔ ایف اے اور بی اے کے امتحانات میں صرف ایک مضمون یعنی انگریزی کا امتحان دے کر ایف اے۔ بی اے وغیرہ کی سندات حاصل کر لیتے تھے۔ اسمیں شک نہیں کہ ایف اے بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں حاصل کرنے کا یہ ایک سہل ترین طریقہ ہے۔ اکثر نادار و مفلس طالب علم پہلے منشی فاضل کا امتحان پاس کرتے ہیں۔ اور اسکے بعد علی الترتیب انٹرنس۔ ایف اے اور بی اے کی جماعتوں میں صرف انگریزی کا امتحان دے کر سند حاصل کر جاتے ہیں لیکن پنجاب یونیورسٹی علوم مشرقی کے طالب علموں سے اس رعائت کو چھین لینا چاہتی ہے۔

اسوقت پنجاب میں اس قانون کے خلاف ایک زبردست ہل چل مچی ہوئی ہے۔ حامیان علوم مشرقی کا فرض ہے کہ وہ جگہ بجگہ جلسے منعقد کر کے پنجاب یونیورسٹی کو اس ارادہ پر جرح کریں اور ریزولیوشنوں کی نقول رجسٹرار اور حکام بالا کی خدمت میں بھیجیں۔"

ہم امید کرتے ہیں کہ احمدیہ کالج کے ارباب حل و عقد بھی جلد اسطرف توجہ فرمائینگے ۔

اکالی تحریک کمزور ہو رہی ہے

ابتداء میں جب اکالی تحریک شروع ہوئی تو ہم نے لکھا تھا کہ اکالیوں کی بے اعتدالیوں اور جس کی لاٹھی اسکی بھینس کے اصول پر جو لوگ خوش ہو رہے ہیں عنقریب انکو معلوم ہو جائیگا جب خود ان سے بھی یہی سلوک ہوگا چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کیونکہ پرتاپ نے بھی لکھدیا ہے کہ:-

"ہمارا اس معاملہ میں کبھی بھی اکالیوں سے اتفاق رائے نہیں ہوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ایک جماعت دوسری جماعت کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قانون کو بر سر طاق رکھدے تو ملک میں شانتی نہیں ہو سکتی۔ اکالیوں نے اپنی طاقت کے زعم میں ہندوؤں پر سختی کی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو اکالیوں سے برگشتہ ہو کر ہٹ گئے۔ سکھوں کے ساتھ ہندو اپنا ایسا تعلق سمجھتے ہیں جو ٹوٹ نہیں سکتا لیکن اسوقت سے انہوں نے عدم تعاون ضرور اختیار کر لیا ہے جس کا اثر اکالی تحریک پر بھی پڑا ہے جبتک اکالی محض گورنمنٹ کے خلاف تھے تو سب ہندو انکی پیٹھ ٹھونکتے تھے لیکن جب انہوں نے ہندوستانیوں پر قبضہ شروع کر دیا۔ تو اب حق بر زبان جاری ہو گیا ۔

اسمیں مذہبی مداخلت کیا ہوئی؟

"دہلی ۲۶ر جنوری۔ جمعیۃ العلماء ہند کی مجلس عاملہ کا ایک غیر معمولی اجلاس ہوا جس میں گورنمنٹ کے اس مسودۂ قانون کی سخت مخالفت کیگئی جس کی رو سے یہ قانون نافذ کرنا منظور ہے کہ حاجی حج کو جاتے وقت واپسی کا ٹکٹ لینے پر مجبور کئے جائیں۔ اسلئے کہ جمعیۃ کی رائے میں یہ شرط مذہبی آزادی میں بیجا مداخلت ہے۔ اور قانون بنانے کا جو مقصد ہے وہ اس تقید سے حل نہوگا۔ جمعیۃ علماء مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہے کہ وہ حج کو نہ جائیں جبتک انمیں اس سفر کی استعداد نہو۔ ہر مسلمان کو صرف اس صورت میں حج کو جانا چاہیئے جبکہ آمد و رفت کا کافی کرایہ پاس ہو۔ اور اسکے کسی وجہ سے رک جانے کا اندیشہ نہو"

بات تو ایک ہی ہے کہ جمعیۃ العلماء کو گورنمنٹ کے مقصد سے اتفاق ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جبتک واپسی ٹکٹ کی قید نہوگی پیشہ ور حاجی حج سے نہیں رکیں گے۔ ان پر خدا نے حج فرض نہیں کیا۔ اور اکثر محض ٹکے بٹورنے کے لئے چل پڑتے ہیں ۔

ہندو سنگٹھن کی چالیں رنگ لا رہی ہیں!

"صوبجات متحدہ کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر تعلیم نے بیان کیا کہ اس صوبہ میں مندرجہ ذیل میونسپلٹیوں نے ذبیحہ مویشیان کی ممانعت کے ریزولیوشن پاس کئے ہیں:-

فیض آباد۔ مراد آباد۔ چندوسی۔ شاہجہانپور۔ تلہار لکھنؤ۔ ہردوئی۔ سانڈسہ۔ متھرا۔ آگرہ۔ مظفر نگر۔ کاس گنج۔ الہ آباد۔ کانپور۔ اٹاوہ۔ میرزا پور اور بلیہ۔

مزید بیان کیا کہ گورنمنٹ اس معاملہ میں کوئی کارروائی کرنا نہیں چاہتی"

صاف ظاہر ہے کہ اسطرح پر مسلمانوں کو از حد تکلیف ہوگی اور یہ سب ہندو ممبروں کی کثرت اور ایکے کا نتیجہ ہے ۔

سناتنی ہندوؤں کیلئے ایک خطرہ

آریہ سماجیوں نے اپنے گرو دیانند جی کی سو برسی متھرا میں منانے کا اعلیٰ پیمانے پر انتظام کیا ہے۔ چنانچہ

"یہ کوشش کیجا رہی ہے کہ ۱۲، ۱۴، ۱۵ فروری کو پشاور سے براستہ سہارنپور اور بھٹنڈہ سپیشل گاڑیاں چلیں۔ اسلئے ریلوے افسروں کو لکھا گیا ہے کہ پنجاب کے تمام سٹیشنوں پر سیدھا متھرا کا ٹکٹ ملنے کا انتظام کیا جاوے جسکو ریلوے افسران نے منظور کر لیا ہے۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے دفاتر میں شتابدی پر جانے والے آریہ اور ہندوؤں کے لئے رخصت دیا جانا منظور کیا ہے۔ اور تمام صوبوں کی گورنمنٹوں کو بھی گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے اس مطلب کے احکام جاری کئے گئے ہیں چونکہ یاتریوں کی تعداد پچاس ہزار سے بڑھ جاوے گی۔ اسلئے یو۔پی گورنمنٹ نے شتابدی کیمپ کی صفائی اور سینی ٹیشن کا انتظام اپنے ذمہ لیا ہے۔"

اور اسکے ساتھ ہندوؤں میں تحریک کیجا رہی ہے کہ متھرا کے اس کیمپ میں شریک ہوں۔ صاف ظاہر ہے کہ جتنے نوجوان تماشہ بینی کی نیت سے گئے۔ آریہ سماجی شان و شوکت دیکھ کر مسحور ہو جائینگے اور سناتنی ہندوؤں نے وقت پر اگر اپنے آپکو اور اپنی اولاد کو نہ سنبھالا تو ایکسال کے اندر اندر انمیں سے ساٹھ فیصدی ضرور آریہ سماجی ہو جائینگے۔ ہم نے سچی بات کہدی ہے کسی تعصب کی بنا پر نہیں کی۔

اس موقعہ پر احمدی جماعت کو اپنا فرض محسوس کرنا چاہیئے اور مختلف اردو۔ ہندی ٹریکٹوں اور اشتہاروں اور کتابوں اور مختصر تقریروں اور دوستانہ بات چیت سے خدا کے سچے دین کی تبلیغ و دعوت کرنا چاہیئے۔ یو۔پی کے احمدی خصوصیت سے توجہ کریں۔ ہمارا مرکزی صیغہ دعوت و تبلیغ بھی بیدار مغزی سے کام لے۔ اب تو فرصت قلیل ہے اور کام کثیر ۔

ہندو مسلم اتحاد سے مایوسی

"ہمعصر زمیندار نے آل پارٹی کانفرنس کا حال لکھتے ہوئے عنوان قائم کیا ہے کہ کس طرح گفتگو و نکتہ آفرینی حکمت ایں ہمہ دارا اور جمعیۃ العلماء ہند کے صدر نے بتایا کہ:-

"ہندو مسلم اتحاد کو درست کرنے کے لئے جتنی کوششیں کیجاتی ہیں۔ رد عمل کے اصول سے نتیجہ برعکس برآمد ہوتا ہے اور جسقدر اس کی گتھیوں کو سلجھانے کی سعی کیجاتی ہے۔ اسیقدر اور پیچیدگیاں بڑھتی ہیں اور مزید شقاق کے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔"

اب سوچنا چاہئے کہ اسکی وجہ کیا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ جو تدابیر اتحاد کی اختیار کی جاتی ہیں وہ صحیح نہیں وہ ہماری بنائی ہوئی تدابیر پر عمل کر کے دیکھیں خود اقرار کر لیں گے کہ اس مرض کا علاج مسیح الزمان ہی کے ہاتھ میں ہے۔

خروج یاجوج ماجوج

ہمعصر مدینہ بجنور یکم فروری لکھتا ہے۔

"ایم اے زینو ولیف نے ایک مخالف مذاہب اپیل شائع کی جس میں ذیل کے الفاظ بھی درج تھے۔ "وقت آئیگا تو ہم خداوند خدا سے بھی کشتی لڑینگے۔ ہم اسے اسکے عرش معلی پر بھی نیست و نابود کر دینگے۔ اور جہاں کہیں وہ ہم سے پناہ گزیں ہوگا اُسے وہیں ہمیشہ کے لئے مغلوب و مفتوح کر لیں گے" (نعوذ باللہ)

صادق و مصدوق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آخر زمانہ میں یاجوج ماجوج کے متعلق یہی روایت درج ہے کہ وہ خدا سے لڑنے کے لئے آسمان میں تیر پھینکیں گے اور تیروں کو خون آلود دیکھ کر خیال کرینگے کہ ہمنے خداوند جل و علا کو مار لیا۔ ان واقعات کی موجودگی میں یاجوج ماجوج کے خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا زمانہ قریب سمجھنا چاہئے"۔

حضرت! آنکھیں کھولئے خروج یاجوج ماجوج ہو چکا اور حضرت عیسیٰ بھی تشریف لائے مگر عَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ۔

دنیا میں عالمگیر عذاب

جاوا کے شہر واناسوبو میں جو خوفناک زلزلہ آیا تھا۔ یہ ایک پہاڑی شہر ہے جسکی آبادی زیادہ تر یورپین اور دیسی عیسائیوں پر مشتمل ہے۔ قریب آتش فشاں پہاڑ واناسوبو سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پورے دو دن زمین رات دن حرکت کرتی رہی۔ اور اٹھارہ گاؤں بالکل نیست و نابود ہو گئے چار ہزار کے قریب لوگ مر گئے۔ اور اتنی ہی تعداد میں آبادی بے خان ومان ہو گئی ہے جونہی زمین ہلنی بند ہو گئی معاً طاعون پھوٹ پڑی اور رہی سہی آبادی کو فنا کر دیا۔

اے کاش دنیا کے لوگ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پر غور فرمائیں اور اسوقت کے نبی حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر نجات پائیں۔

پیغام صلح یا پیغام فلاکت

ہمعصر پیغام لاہور اپنے رفقاء کو ان الفاظ میں امداد کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

"واحد قومی آرگن پیغام صلح اسقدر فالج زدہ ہے کہ وہ بیچارہ دیگر اعضاء رئیسہ کو بھی بیکار کر رہا ہے۔ آپکو شاید معلوم نہ ہو کہ پیغام صلح ہر ماہ تین چار سو روپیہ کیلئے بھیک مانگنے پر مجبور رہتا ہے۔ اگر مجھکو مہینہ تک نصف شب کی دہلیز پر جبہ سائی کرتا ہو تو دو پہر کو مسلم ہائی سکول کے دروازہ پر دست سوال دراز کرتا نظر آتا ہے۔ شام کو مشن یا دفتر کے کاسہ گدائی سے پیرہ اندوز ہوتا ہے تو اگلی صبح سے صبغۃ اغراض عام کی دریوزہ گری کرنی پڑتی ہے اور پھر شام تک

دست غیب کا عجوبہ

لکھنؤ کے مولوی عین القضاۃ صاحب فوت ہو گئے۔ اودھ اخبار لکھتا ہے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر کم و بیش ساٹھ سال کی تھی۔ آپ نے کوئی شادی نہیں کی اور ابتدا ہی سے درویشانہ زندگی بسر کی۔ مدرسہ فرقانیہ نے آپ کے زیر سایہ غیر معمولی عروج حاصل کیا۔ مدرسہ میں پانسو سے زیادہ طلباء (مختلف صوبجات ہند کے) زیر تعلیم ہیں جنمیں سے بہت نادار اور غریب طلباء کو مرحوم وظائف دیا کرتے تھے۔ ڈیڑھ دو سو طلباء کی پرورش بالکل مدرسہ کی جانب سے ہوتی تھی۔ ماہوار مصارف کا اندازہ پندرہ بیس ہزار سے کم نہ تھا۔ اسکے علاوہ حضرت مولانا مرحوم خفیہ طور پر سینکڑوں غریبوں۔ محتاجوں اور حاجتمندوں کی مستقل امداد فرماتے تھے۔ آپ کے فیوضات کا دائرہ برابر وسیع ہوتا جاتا تھا۔ حضرت مولانا کے بیس پچیس ہزار روپیہ ماہوار کے مصارف تھے اور آمدنی کا بظاہر کوئی ذریعہ نہیں۔ یہ ایک ایسی بات تھی جو عرصہ سے زبان زد خاص و عام تھی۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ کلکتہ اور بمبئی کے بعض تاجر خفیہ طور پر امداد فرماتے تھے۔ لیکن جن لوگوں نے اسکی جستجو کی انہیں کچھ پتہ نہ چل سکا۔ بہت سے لوگ مدتوں اس جستجو میں سرگرداں رہے یہ ایک معمہ تھا جس کا راز آجتک معلوم نہ ہو سکا۔ خوش عقیدہ لوگوں کو اسکا یقین تھا کہ مولانا مرحوم کو "دست غیب" حاصل تھا۔ اور بعض یہ سمجھتے تھے کہ مرحوم کیمیا بناتے تھے۔ بہر کیف اب آپ کے وصال کے بعد یہ راز سربستہ نہ رہیگا"۔ لکھنؤ کے احمدی احباب اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب

الفضل ۱۳ جنوری کے اشو میں ہمنے لکھا تھا کہ حق کے انکار سے عقل موٹی ہو جاتی ہے۔ اسکی تازہ تصدیقی مثال پیغام نے اپنے تازہ پرچہ میں دی ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ کونسی ڈکشنری میں انفیڈل کے معنے ہاتھی کے ہوتے ہیں۔ میرے مکرم راقم المضمون! آپکو ڈکشنری کا حوالہ طلب کرنے کا شوق کو دا لیکن یہ نہ خیال کیا کہ آپکے امیر کو تو اس بحث میں تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ میں نے کب اور کہاں لکھا ہے کہ انفیڈل کے معنے ہاتھی کے ہوتے ہیں۔ کیا آپ کو ڈکشنری کے گہرے مطالعہ نے کبھی اسطرف رہنمائی نہیں کی کہ ہو سکتا اور ہوتا میں کوئی فرق بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتب کی فہرست دیکر پوچھا گیا ہے کہ ان میں سے کونسی کتاب غیر مذاہب کے بالمقابل لکھی گئی ہے۔ اے بھائی اس سوال سے پہلے اگر آپ انکو پڑھ لیتے تو آپکی اس لاعلمی کی شہرت نہ ہوتی۔ کیا تحفہ شاہزادہ ویلز میں عیسائیت کی صداقت پر بحث ہے۔ کیا نجات میں آریوں۔ بدھوں۔ جینیوں۔ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ زرتشتیوں وغیرہ کی تائید کے دلائل ہیں کیا تقدیر الٰہی و ملائکۃ اللہ میں غیر مذاہب کا رد نہیں۔ پھر کیا حقیقۃ الرؤیا اور تقدیر الٰہی میں فلسفہ جدید کا رد نہیں۔ اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام تو ایک جدید انکشاف اور نئی دریافت ہے جس سے اسلامی لٹریچر میں اضافہ ہوا ہے۔ کبھی اگر خوش قسمتی سے پڑھو گے تو اسکے حقائق سے آگاہی پاؤ گے۔

اگر آپ لوگوں نے سلطان القلم کی "ساٹھ یا اسی" کتابوں میں سے محض توضیح مرام اور ازالہ اوہام کو ہی نہ پڑھا ہوا ہوتا بلکہ باقی سارے کلام کو بھی پڑھا ہوتا تو نہ اسکی نبوت میں شبہ پیدا ہو کر انکار ہوتا اور نہ آج اس کے جانشین کے کلام کے متعلق یہ سوال اُٹھتا۔ جسقدر کتب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول سے لیکر آخر تک تصنیف فرمائی ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں جو کہ محض غیر مذاہب کے خیالات کی تردید میں لکھی گئی ہو۔ بلکہ آپ کا سارے کا سارا کلام اسلام کے حسن اور اسکی حقانیت کے بارہ میں ہے اور جسطرح روشنی کے آنے سے ظلمات کے پردے پھٹ جاتے ہیں اسی طرح آپ نے اپنے مذہب کے محاسن اور خوبیوں کی روشنی میں غیر مذاہب کے ظلمانی خیالات کو مٹایا ہے۔ اور یہ ایک جدید طریق کلام ہے جو کہ آپ کو بطور اعجاز ملا تھا۔

دوسرا طریق غیر مذاہب کی تردید میں آپ کا یہ تھا کہ تمام منقولی اور معقولی اور فلسفیانہ دلائل کے بعد جو ضرب کاری آپ غیر مذاہب پر لگاتے تھے وہ حالی نصرت کی دلیل ہوتی تھی جسکے بالمقابل تمام غیر مذاہب عاجز ہو جاتے تھے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا طریق دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھو گے تو یقیناً وہاں بھی آپکو یہ دونو باتیں ملیں گی۔ ایک طرف تو اسلام کے محاسن بیان کر کے غیر مذاہب کا رد کیا گیا ہے دوسری طرف تمام عقلی نقلی اور فلسفی دلائل کے بعد اپنی حالی نصرت کا وہ پتھر رکھا ہوا ہے جو تا قیامت کوئی مخالف نہیں ہٹا سکے گا۔ باوجود چیلنج پر چیلنج کے اس حالی نصرت کے میدان میں اُترنے کی آج تک کسی مخالف کو جرأت نہیں ہوئی۔

آزمایش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

خاکسار مصباح الدین اختر

قبول اسلام

مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۵ء کو مسمیٰ تراین سنگھ ولد گردت سنگھ سکنہ بہت چوہنڈ ضلع گجرات بعد ادائے فریضہ نماز جمعہ احمدیہ مسجد گجرات میں مولوی امیر الدین صاحب امام مسجد کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا اور نام اُسکا محمد عبداللہ رکھا گیا۔ برکت علی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ گجرات پنجاب۔

درخواست دعا

میں امتحان انٹرنس دونگا احباب دعا کریں کامیابی فرماوے۔ (منظور احمد)

دعاء مغفرت

سید عبدالحی صاحب منصوری کی ہمشیرہ فوت ہو گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون احباب سے دعاء مغفرت کی استدعا ہے۔

الفضل کے خریدار بڑھانے کی کوشش فرمائیں۔

الفضل کے خریدار خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری کا ضرور لکھا کریں

مختلف خبریں

قسطنطنیہ ۳۱ جنوری آدھی رات کے قریب انگورہ سے احکام موصول ہوئے کہ یونانی بطریق کو ملک سے نکال دیا جائے صبح ساڑھے چھ بجے ان احکام پر عمل کیا گیا مجلس یونان نے اپنے اجلاس کو اظہار افسوس کے طور پر ملتوی کر دیا صاحب صدر نے کہا کہ میں تمام دریست ممالک کی پارلیمنٹوں کے نام بطریق کے اخراج کے خلاف احتجاج بھیجنے والا ہوں صورت حال کو نازک خیال کیا جاتا ہے۔

— طنجہ ۳۱ جنوری غازی عبد الکریم نے رسولی کو شکست فاش دی اور رسولی گرفتار ہی نہیں ہوا بلکہ اسے کثیر رقم تاوان بھی ادا کرنی پڑی۔

— پیرس ۳۰ جنوری راجہ سر ہری سنگھ کے ایڈی کانگ کپتان آرتھر پر فرانس میں مقدمہ چلایا جائے گا آج اس پر مال مسروقہ کو وصول کرنے کا الزام عائد کر دیا گیا ہے۔

— روما ۳۱ جنوری تیرانہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ البانیہ کی مجلس آئینی نے احمد بیگ زوگو کو سات سال کے لئے جمہوریت کا صدر منتخب کیا ہے۔

— مشہور حبشی مدبر ڈاکٹر سن یٹ سن کی وفات کی خبر غلط تھی۔

— ریاست ملایا کی مجالس اسلامی نے حجاج کو ہدایت کی ہے کہ وہ اُسوقت تک عازم جدہ نہ ہوں جبتک صورت حالات بہتر نہ ہو جائے

— قاہرہ یکم فروری۔ چونکہ ۴ فروری کو پہلے درجہ کا انتخاب ہے اسلئے مصری افواج تمام ملک مصر میں بطور حفظ ماتقدم تقسیم کی گئی ہیں۔

— معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ حکیم محمد اجمل خان صاحب آئندہ ماہ مارچ میں انگورہ تشریف لے جائیں گے۔ اسی سلسلہ میں آپ یورپ کی سیر فرمائیں گے۔

— رنگون ۲ فروری۔ کل کو سنداہ میں زبردست آگ لگ گئی ۶۹ مکانات جلکر راکھ ہو گئے۔ نقصانات کا اندازہ ایک لاکھ روپیہ کے لگ بھگ کیا جاتا ہے۔

— بھائی پھیرو کا مورچہ جاری ہے۔ اب تک پانچ ہزار بتیس سو پچاسی اکالی قید ہو چکے ہیں۔